بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

33-شرح العقیدۃ الواسطیۃ: اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کے عقلی دلائل کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم بات کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کے بیان کے تعلق سے اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی شرح میں ہم اس مسئلے پر پہنچے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت جو ہے وہ قرآن اور سنت کے دلائل میں ثابت ہے اور عقلی دلائل سے بھی ثابت ہے، آج کی نشست میں جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کے عقلی دلائل کا بیان"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): ہم یہ کہتے ہیں کہ محبت جو ہے وہ عقلی دلائل سے بھی ثابت ہے جیسا کہ ہمارے نزدیک سمعی دلائل (یعنی قرآن اور سنت) میں بھی ثابت ہے اور یہ اُن کے لیے دلائل ہم پیش کر رہے ہیں جو اس صفت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اللہ کی توفیق سے ہم یہ کہتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو جو اللہ تعالیٰ اُجر عظیم عطا فرماتا ہے جنتوں سے اور کامیابی عطا فرماتا ہے اُن کی نصرت سے اور تائید سے اور مدد سے اور اس کے علاوہ بھی، تو بے شک یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت ثابت ہوتی ہے اس چیز سے، اور ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور اپنے کانوں سے بھی سنتے ہیں ہیں کہ جو پہلے لوگ گزر چکے ہیں اور بعد میں بھی اُن کے آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں میں سے جسے چاہا ہے اُس کی تائید کی ہے نصرت کی ہے اُن کو اُجر عظیم عطا فرمایا ہے اور کیا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور چیز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟!

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے اُن لوگوں کے لیے جن سے اللہ تعالیٰ نے (یا جن کو اللہ تعالیٰ نے) اُجر عظیم عطا فرمایا ہے اور اُن کی مدد بھی اور اُعانت بھی فرمائی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں دو سوال ہیں: پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کی جاتی ہے؟ کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کر سکتا ہے اور یہ ہر انسان کا مطلب ہے یعنی ہر انسان اس محبت کا طالب ہے وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت کرے، اور محبت جو ہے ایک فطری اُمر ہے فطری چیز ہے جو انسان کے پاس ہوتی ہے لیکن انسان کے بس میں نہیں ہوتی اور اس لیے یہ روایت کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو بیویوں کے بیچ میں عدل وانصاف کے تعلق سے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ میری قسم ہے یعنی حقوق کی ادائیگی میں جو برابر کا حق ہوتا ہے بیویوں کے بیچ میں اُس چیز میں جو میرے بس میں ہے جس کا میں مالک ہوں" هَذَا قَسْمِي، فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا لَا أَمْلِكُ" اے اللہ تعالیٰ! میری ملامت اس چیز میں مت کریں جو میرے بس میں نہیں ہے۔

یعنی محبت ایک فطری ایک دلی اُمر ہے آپ دیکھتے ہیں کہ بعض اولاد سب یعنی پیارے ہیں سب سے محبت ہوتی ہے لیکن بعض میں کچھ تھوڑی زیادہ ہوتی ہے اور اس کی کچھ وجوہات بھی ہوتی ہیں، بچہ کچھ کمزور ہوتا ہے بچے میں کوئی چیز ایسی ہوتی ہے جو زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت پڑ جاتی ہے اسے۔ تو ایک فطری چیز ہے عام طور پر دیکھیں کہ والدین کا کمزور بچے سے زیادہ یعنی کچھ لگاؤ اُن کو ہوتا ہے یہ فطری چیز ہے اور شاید بعض بچے بھی اُس کو نوٹ کرتے ہیں اندر سے کچھ جیلیسی (Jealousy) بھی ہوتی ہے جو نیچرل چیز ہے۔ اور اسی طریقے سے بعض بچے زیادہ کچھ پیارے ہوتے ہیں وہ زیادہ اور قریب آتے ہیں وہ زیادہ آپ سے رجوع کرتے ہیں، تو اس اعتبار سے بھی۔ کچھ بچے جو ہوتے ہیں وہ اکثر روٹھے رہتے ہیں کہ بد تمیزی سے کبھی پیش آتے ہیں۔

تو محبت سب کے لیے ہوتی ہے لیکن اگر کمپیریٹیولی (Comparatively) دیکھیں نا تھوڑا سا اگر اس کو تولنے کا کوئی مادہ ہو تو دیکھتے ہیں کہ کسی کی طرف کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے اور یہ ایک فطری چیز ہے یعنی بچوں کو بھی سمجھنا چاہیے اس میں کہ والدین اگر کسی سے کچھ زیادہ محبت کرتے ہیں (جبکہ والدین کو یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے تاکہ بچوں میں یہ جیلیسی

(Jealousy) نہ ہو لیکن اگر بعض اوقات ایسا ہو بھی جائے والدین سے) تو باقی جو سمجھدار ہیں اُن کو اس چیز کو سمجھنا چاہیے۔

الغرض، تو محبت ایک فطری چیز ہے اور بعض اوقات انسان کے بس میں معاملہ نہیں ہوتا محبت والا جو ہے تو اس کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کی جاتی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کے چند اسباب ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے:

1-اُن میں سب سے پہلے انسان یہ دیکھے کہ اُسے کس نے پیدا کیا ہے، کس نے اُسے یہ بہت ساری نعمتیں دی ہیں ماں کے پیٹ کے اندر اور اُس کے خون کی رگیں جو خون اُس میں دوڑتا ہے زمین پر آنے سے پہلے (یعنی اُس کی ولادت سے پہلے مکمل غذائیت اُس کی زندگی ساری اُس کے خون سے جڑی ہوئی ہے جو اُس کی ماں میں موجود ہوتا ہے اور اسے بھی وہی میسر ہوتا ہے)۔

ایک تو یہ نعمتیں جو ہیں بہت ساری ولادت سے پہلے اور ولادت کے بعد بھی جب انسان زمین پر آتا ہے اور اُس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ بہت ساری مصیبتیں کون ٹالتا ہے جن کے اسباب ہمارے سامنے ہو جاتے ہیں بعض اوقات اس کے باوجود بھی یہ مصیبتیں ٹل جاتی ہیں؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ چیزیں جو ہیں یا اس سبب کی وجہ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے محبت بڑھتی ہے اور ایک اُثر میں آیا ہے: "اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اُن نعمتوں سے جو اللہ تعالیٰ تمہیں نوازتا ہے"۔ یعنی اُن نعمتوں کے سبب کی وجہ سے۔

جبکہ اس اُثر میں ضعف پایا جاتا ہے علامہ البانی (رحمہ اللہ) اس اُثر کو ضعیف کہتے ہیں لیکن معنیٰ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں کی وجہ سے انسان جو ہے وہ جو اس پر نعمتیں اور احسان کرتا ہے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔

پھر شیخ صاحب مثال دیتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آپ کو ایک پین (Pen) بھی ہدیئے میں دے دے نا (ایک قلم) تو اس کی وجہ سے بھی جو ہے یعنی آپ اس سے محبت کر بیٹھتے ہیں یعنی آپ اُسے پسند

کرتے ہیں تو آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی عظیم نعمتیں ہیں تمہارے اوپر جن کا(یعنی ان گنت ہیں) آپ احصاء نہیں کر سکتے گن نہیں سکتے پھر آپ یہ خود دیکھیں گے کہ کتنی آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتی ہے،اور خاص طور پر جب یہ نعمت شدید وقت میں آپ کو پہنچتی ہے جب آپ کو شدید ضرورت ہوتی ہے تو آپ یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کا دل جو کشادہ ہو جاتا ہے اور جس نے آپ کو یہ نعمت دی ہے اُس سے محبت بھی بڑھ جاتی ہے اُن نعمتوں کے علاوہ جو ہمیشہ اور دائمی ہیں (یعنی ایک نعمت تھی،ایک وہ ہمیشہ جو دائمی ہے)۔

بعض اوقات خاص نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نوازتا ہے اور خصوصی وقت میں جب انسان کو شدید ضرورت ہوتی ہے،تو ایک تو وہ محبت جو ہمیشہ سے جاری ہے پھر اُس محبت میں اضافہ بھی ہوتا ہے جب کوئی مصیبت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس مصیبت کو ٹال دیتا ہے یا خاص نعمت کا انسان محتاج ہوتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اُس کو اُسی نعمت سے نواز دیتا ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں،بس آپ ان نعمتوں کو یاد رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اور یہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے (مومن بندوں پر بہت زیادہ ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر خاص انعام فرمایا ہے علم سے تو آپ کو علم سے فضیلت بخشی ہے،یا عبادت سے اگر ہے تو آپ کو خاص عبادت سے فضیلت بخشی ہے،اگر مال سے ہے مال سے نوازا ہے تو پھر خاص مال سے آپ کو یہ فضیلت بخشی ہے،یا اہل و اولاد سے ہے تو اہل و اولاد سے آپ کو یہ فضیلت بخشی ہے،یا خاص قوت (کھانے پینے کی اشیاء اور خاص نعمتیں جو ہیں) جن سے جسم قائم ہوتے ہیں اگر وہ ہیں تو اس نعمت سے یعنی اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کو فضیلت بخشی ہے،اور کوئی ایسی نعمت نہیں جس کے ماتحت کوئی اور نعمت نہ ہو ساری نعمتیں جڑی ہوئی ہیں،تو گویا جب آپ یہ چیزیں دیکھتے ہیں اپنے ربّ کی طرف سے تو آپ اُس کا شکر بھی ادا کرتے ہیں اور اُس سے محبت بھی مزید بڑھ جاتی ہے۔

2-اور اِن اسباب میں سے جو دوسرا سبب شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس چیز کو پسند کرنا اُس سے محبت کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اقوال و اعمال میں سے چاہے قولی ہو زبانی ہو یا دلی ہو یا فعلی ہو،جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اگر آپ بھی وہ پسند کرتے ہیں آپ وہی چیز چاہتے ہیں اُس سے محبت کرتے ہیں تو یہ یقیناً آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے پر آمادہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ سے محبت جو ہے وہ ہو جاتی ہے اور پھر وہ ان شاءاللہ جیسے بھی یہ اقوال اور افعال کو کثرت سے کرتے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں تو یقیناً آپ کی اللہ تعالیٰ سے محبت جو ہے وہ بھی بڑھتی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو

اس کی جزا عطا فرماتے ہیں اور اس سے محبت بھی بڑھا دیتا ہے(آپ کے دل میں اُس کی محبت بھی ڈال دیتا ہے اُس قول اور فعل کی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے پھر آپ وہ مزید کرتے رہتے ہیں مزید محبت بڑھتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق عطا فرماتا ہے(سبحان اللہ))،اور آپ اُن سے محبت بھی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں(ایک تو اقوال واعمال الگ ہیں،ایک وہ جو کرنے والے ہیں صحیح اقوال واعمال،یہ تو آپ خود کرتے ہیں)۔

نماز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے آپ نمازی بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دیتا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت مزید بڑھ جاتی ہے،ایک وہ جو خود دوسرے نمازی ہیں اور ایک آپ کا اپنا فعل ہے تو دوسرے نمازیوں سے بھی آپ محبت کرتے ہیں۔کیوں؟ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُس عمل کو کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے تو مومنوں سے آپ محبت کرتے ہیں اُن سے جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

اسی طریقے سے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء(علیہم الصلاۃ والسلام)سے محبت کرنا،اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا،سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت کرنا،سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے،سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اور اِن کے علاوہ اور بھی جو دیگر انبیاء ہیں،صدیقین سے محبت کرنا جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،شہداء سے محبت کرنا اور اِن کے علاوہ بھی وہ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا یہ ایک سبب اور باعث ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کا۔

3-اور اسی محبت کے اسباب میں سے شیخ صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا کہ اس میں یعنی دائمی ذکر میں مصروف رہنا۔

((اس میں ذکر سے مراد مسنون ذکر ہے ہمیشہ یاد رکھیں،جب بھی ذکر قرآن اور سنت کے الفاظ میں "ذکر" کا لفظ ہو تو ذکر سے مراد وہ ذکر جو سنت سے ثابت ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے،اس سے مراد یہ ذکر ہے))۔

تو کثرت سے ذکر کرنا جو دائمی ذکر ہے اور ذکر اس اعتبار سے بھی ہے کہ جو بھی جس چیز کا آپ مشاہدہ کرتے ہیں دیکھتے ہیں تو آپ فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور اُس کو دلالت بنا لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف یہاں تک

کہ آپ کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لگا رہتا ہے اور مشغول و مصروف رہتا ہے اور اُس کے علاوہ ہر چیز سے آپ یعنی دوری اختیار کر لیتے ہیں تو اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ سے محبت بھی ہوتی ہے اور وہ محبت مضبوط بھی ہوتی ہے۔

تو یہ سب سے بڑے تین قوی اسباب ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے۔

دوسرا سوال شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس محبت کا جو ہم اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اس کے مسلکی آثار کیا ہیں؟ میری زندگی میں اس کا یا اثر ہوتا ہے آیئے دیکھتے ہیں بڑا پیارا جواب ہے یعنی سات دلائل میں دیکھیں جو بیان ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ ہر دلیل میں دیکھیں کہ ہمیں فعلی، عملی، اور مسلکی کیا فائدہ ملتا ہے، ہمارے اخلاق کے تعلق سے ہمارے عمل کے تعلق سے، رہن سہن کے تعلق سے اس کا کوئی فائدہ ہے کہ نہیں پریکٹیکل لائف (Practical Life) میں آیئے دیکھتے ہیں:

1-سب سے پہلے جو پہلی دلیل تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَحْسِنُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ﴾(البقرۃ:195)

تو اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ کہ ہم احسان سے کام لیں احسان کرنے پر حریص رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے، اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ہمیں اُس پر حریص ہونا چاہیے اور اُسے بہترین طریقے سے کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے۔

جب پتہ چلتا ہے کسی شخص کو کہ اللہ تعالیٰ احسان کو پسند کرتا ہے احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو یقیناً اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ بھی احسان کرے اور محسنین میں سے ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے۔

اور احسان پرفیکشن (Perfection) ہے میرے بھائی! احسان اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور احسان اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ مخلوق کے ساتھ آپ یہ دیکھیں کہ اگر کوئی شخص اس طریقے سے عمل کرنا شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس احسان کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے عملی طریقے سے بھی بہترین طریقے سے اس عمل کو انجام دے اور محسنین میں سے ہو جائے تو اس کی دیکھیں زندگی پر کیا اثرات ہوتے ہیں (سبحان اللہ)، اس کے بولنے کا انداز پھر دیکھیں کیسا ہوتا ہے، اُس کے اٹھنے بیٹھنے کا، دوستوں کے ساتھ دشمنوں کے ساتھ،

پیاروں کے ساتھ، جس سے وہ محبت کرتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے سب کے ساتھ دیکھیں آپ عدل وانصاف ہوتا ہے اور ہر چیز میں آپ کو پرفیکشن (Perfection) نظر آئے گی ہر چیز کے ساتھ احسان، دشمنوں کے ساتھ بھی بندہ احسان کرتا ہے (سبحان اللہ)۔

2-دوسری دلیل میں دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات:9)

تو اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیں؟

عدل وانصاف کرنا چاہیے، جب ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کو پسند کرتا ہے اور ظلم کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے تو یقیناً ہم عدل وانصاف کرتے ہیں جب عدل وانصاف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مزید توفیق دیتا ہے مزید محبت بڑھتی ہے اور مزید یہ عمل جو ہے (عدل وانصاف والا جو ہے) ہماری زندگی میں عدل وانصاف کرنا شروع کر دیں ہم لوگ ہمارے تقریباً سارے مسائل ہی ختم ہو جائیں۔ ہمیشہ ظلم اور ناانصافی میں مسائل بڑھتے ہیں نا سارے!

آپ اپنی جاب (Job) میں عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں، اپنے گھر کے اندر عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں، اپنے والدین کے ساتھ (جبکہ والدین کے ساتھ احسان کا لفظ ہے انصاف کا نہیں ہے وہ زیادہ درجہ رکھتا ہے)۔

الغرض، تو کم سے کم درجہ انصاف ہی کا ہے (کم سے کم درجہ!)، تین لائنیں بنائیں اپنے ذہن میں: (۱) ایک درمیان میں ہے انصاف ہے۔ (۲) اوپر احسان ہے۔ (۳) نیچے ظلم ہے۔

ظلم کی تو گنجائش ہی نہیں ہے نا! دشمنوں کے ساتھ بھی آپ ظلم نہیں کر سکتے یاد رکھیں (دشمنوں کے ساتھ بھی!)۔

کافروں کے ساتھ بھی آپ ظلم نہیں کر سکتے اب کافر سے بدتر کون ہے؟! ظلم کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اس سے اوپر کون سا درجہ ہے؟ انصاف۔ یہ مطلب شرعی ہے یہ فرض ہے انصاف کہ آپ نے انصاف کرنا ہے کیونکہ انصاف نہیں ہے تو پھر ظلم ہے جو حرام ہے۔

اس سے اوپر درجہ کون سا ہے سب سے بلند درجہ؟ احسان کا ہے (سبحان اللہ)۔

3-تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾(التوبہ:7)

کیا پیغام ملا ہے جب میں یہ پڑھتا ہوں ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ میرے دل میں کیا چیز آنی چاہیے؟ جب اللہ تعالیٰ متقین کو پسند کرتا ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے متقی بننا چاہیے کہ نہیں؟ کیوں متقی بننا چاہتا ہوں میں؟ تاکہ اللہ تعالیٰ محبت کرے۔

کتنا بڑا شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرے متقین سے اور میں یہ آیت سنتا ہوں مجھے پرواہ نہیں ہوتی! میں کیوں یہ شرف نہیں چاہتا ہوں؟! یا کیوں یہ خیر نہیں چاہتا ہوں اپنی زندگی میں؟!

یعنی دیکھیں میں کیسا مسلمان ہوں جو مجھے پرواہ نہیں ہوتی پڑھتا ہوں لیکن متقین پتہ نہیں کہ ہوتے کون ہیں؟! پتہ نہیں کہ متقی ہوتا کیا ہے؟! یہ تو پتہ کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اتنی غفلت کا عالم ہے کہ متقی ہوتا ہے مجھے پتہ ہی نہیں ہے! اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور مجھے پتہ ہی نہیں کہ وہ چیز ہوتی کیا ہے؟! اور کبھی سوچا نہیں کہ مجھے بھی ہونا چاہیے کہ نہیں؟!

دیکھیں پچھلے درس میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہم سب کرتے ہیں ہر مسلمان کرتا ہے بلکہ ہر دیندار شخص کرتا ہے (کوئی بھی ہو)، یہودی بھی کہتا ہے نصرانی بھی سب کہتے ہیں لیکن سچی محبت کون کرتا ہے، اور اس سے بڑھ کر کہ اللہ تعالیٰ کس سے محبت کرتا ہے، اصل بات یہ ہے۔

اب اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے تو میرے دل میں سب سے پہلی بات کیا آنی چاہیے؟

یہ تقویٰ ہوتا کیا ہے تاکہ میں اُس پر عمل کروں میں متقین میں سے ہو جاؤں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے پیار کرے محبت کرے (کتنی بڑی بات ہے!)۔

تقویٰ ایک اوڑ اور ڈھال کو کہتے ہیں عام لفظوں میں جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ، عذاب سے بچائے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کیسے بچے گا؟ دو طریقوں سے "اتباع اُوامر، واجتناب نواہی" (جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کرنی ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے رُک جانا ہے)۔ مشکل ہے کیا؟!

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ ایک اللہ کی عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (النساء:36)، توحید کا حکم دیا ہے اور شرک سے منع کیا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے؟ میں ایک کیسے سچا موحد بن سکتا ہوں اور شرک سے کیسے بچ سکتا ہوں جب مجھے یہ بھی نہیں پتہ کہ تعویذ لٹکانا شرک ہے؟! گلے میں تعویذ ہے اور زبان پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے پسند کرتا ہے! (سبحان اللہ)۔

تو یہ جاننا کہ متقی ہوتا کیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے) اپنے اور اپنے ربّ کے بیچ میں معاملات درست کر لیں سیدھے کر لیں آپ کی ساری مصیبتیں ٹل جائیں۔

مطلب یہ ہے مصیبتیں یہ نہیں کہ کبھی آئیں گی نہیں، نہیں! مصیبتیں تو دنیا کا حصہ ہیں کوئی بچ نہیں سکتا لیکن اس سے پہلے کہ آپ متقی پرہیزگار ہیں اُس وقت تک کیا حالت تھی اور تقویٰ حاصل کرنے کے بعد اب کیا حالت ہوتی ہے، دیکھیں کس طریقے سے کہ مصیبتیں وہی ہوں گی لیکن اُن کا اثر آپ پر کیا ہوگا آپ کے دل پر اُن کا کیا اثر ہوگا آپ کس طریقے سے نمٹتے ہیں اور کس طریقے سے کس حکمت عملی سے آپ اس مصیبت سے نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور توفیق کیسے ہوتی ہے (سبحان اللہ)۔

لوگ کیا کہتے ہیں؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں بعض لوگ لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں اگر کسی بُرائی سے رُکتے ہیں تو لوگوں کے ڈر سے بُرائی سے رُکتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہیں اگر موقع مل جائے اُن کو تو بُرائی ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا ڈر کہاں ہے؟! ہم کیوں فکر مند ہوتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے یا لوگوں سے کیوں ڈرتے ہیں؟! تقویٰ یہ نہیں کہ لوگوں سے ڈرنا ہے۔

تقویٰ کے لفظ میں ڈر کا معنی بھی موجود ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈریں لوگوں کی طرف مت دیکھیں لوگوں کے ربّ کی طرف دیکھیں اور جب آپ اس کا اہتمام کرنا شروع کر دیں گے کہ میرا ربّ مجھے دیکھ رہا ہے، اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور بُرائی سے رُک جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ دفاع کرتا ہے مومنوں کا) (الحج:38)۔

4-چوتھی دلیل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثبوت کے لیے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ﴾(البقرۃ:222)

جب میں یہ پڑھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے تو توبہ کرنی چاہیے کہ نہیں؟ توبہ صرف یہ نہیں کہ میں توبہ کرتا ہوں یا اس زبان پر صرف استغفار ہو بلکہ اُس کا حق ادا کرنا ہے۔ توبہ صرف زبانی کلامی نہیں ہوتی توبہ کی شروط ہیں توبہ کی شرطیں پوری کریں اور گناہوں سے یقیناً رکیں اور استغفار بھی کریں اور پھر توبہ بھی کریں اللہ تعالیٰ ایسے توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے ان سے محبت کرتا ہے۔

اور جب آپ یہ کہیں نا" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"(یا اللہ تعالیٰ! میں توبہ کرتا ہوں) تو آپ کے دل میں یہ چیز یہ معنی موجود ہو کہ آپ واقعی گناہوں کو چھوڑ کر بات کر رہے ہیں، یہ نہیں کہ گناہ بھی کر رہے ہیں اور ساتھ توبہ کا لفظ بھی زبان پر ہے! یہ توبہ نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند بھی نہیں کرتا، بلکہ اپنے دل سے بھی رجوع کرنا ہے، اپنی زبان سے بھی رجوع کرنا ہے، اپنے عمل سے بھی رجوع کرنا ہے اصل بات یہ ہے۔

پھر اسی آیت میں:

﴿وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾(البقرۃ:222)

بڑی پیاری بات سن لیں ذرا دیکھیں طہارت ہم سب کرتے ہیں، وضو بھی کرتے ہیں غسل جنابت بھی کرتے ہیں اور تیمم بھی کرتے ہیں، استنجاء بھی کرتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ طہارت ہے (جسم کی طہارت)۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے دل میں اس چیز کو بٹھا دینا چاہیے کہ:

جب میں وضو کر رہا ہوں میں اس لیے کر رہا ہوں تاکہ میں وضو کروں اور اللہ تعالیٰ مجھے پسند کرے۔

میں استنجاء کر رہا ہوں اس لیے کر رہا ہوں کہ جسم کی صفائی ہے نا کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو ﴿وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ جو جسم کی پاکیزگی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

غسل کر رہے ہیں دل میں کیا ہے ؟ایک تو جنابت کی ازالت ہے اتباع سنت بھی ہے لیکن دل میں یہ فکر یہ سوچ یہ نیت اور یہ چیز کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے پسند کرتا ہے جب میں یہ عمل کرتا ہوں ؟(سبحان اللہ)۔

تو یہ "استحضار النیۃ" اب نیت کو اس طریقے سے حاضر کریں اور آپ کی نیت میں یہ چیز ہو جب یہ میں عمل کر رہا ہوں اس لیے کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے جب قرآن مجید میں کوئی جملہ آپ کے سامنے جو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کوئی قول یا کوئی عمل یا کوئی چیز آپ اس چیز پر عمل کرتے ہیں تو آپ کے دل میں یہ بات ہونی چاہیے۔

کیونکہ دیکھیں مسئلہ ہمارا یہ ہے کہ ہم عبادت بھی عادت کے طور پر کرتے ہیں ،لوگ کہتے ہیں "اسے نماز کی عادت پڑ جائے اسے نماز کا عادی بنائیں" نہیں میرے بھائی ! نماز کا عادی نہ بنائیں سمجھائیں کہ نماز عبادت ہے اور عبادت کرکے عبادت کرے تاکہ عبادت کا حق ادا ہو۔

اس لیے دیکھیں نماز بھی پڑھتے ہیں نمازی (کئی ایسے مسلمان ہیں) اور بُرائی بھی کرتے ہیں جبکہ نماز بُرائی سے روکتی ہے کہ نہیں ؟ یہ کیسی نماز ہے جو ہمیں بُرائی سے نہیں روک رہی ؟ !اس میں خلل نماز میں نہیں ہے خلل نمازی میں ہے۔

وہ خلل کیا ہے ؟اُس کا حق نہیں ادا ہو رہا۔

حق کیسے ادا ہو گا ؟ جب یقیناً خلوص نیت کے ساتھ عبادت کا حق ہم ادا کریں گے کہ اخلاص اللہ تعالیٰ کے لیے ،اتباع اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ،اور اس نیت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کو فرض قرار دیا ہے میرے اوپر فرض ہے میں بوجھ نہیں اُتار رہا ہوں فرضیت کا بلکہ میں اس فرض پر اپنے دل سے پیار سے محبت سے اخلاص سے ایمان سے یقین کے ساتھ یہ عمل کر رہا ہوں۔

((فرق ہے نا؟!))۔

کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں بڑی مشکل سے کہ فرض ہے ،وضو میں سستی کاہلی مشکل سے ،مشکل سے آخری صف میں پہنچتے ہیں آخری رکعت میں پہنچتے ہیں ،ایک یہ بھی نمازی ہے !

دوسرا وہ بھی ہے کہ آذان سے پہلے تیار ہوتا ہے پانچ نمازوں کے لیے ،اُسے پرواہ نہیں اس کی نیند پوری ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ،اسے پرواہ نہیں اس کا کام ہے ،اسے پرواہ نہیں اس کا خاص اپوائنٹمنٹ (Appointment) ہے وہ اپنا سارا اسکیجوئل (Schedule) جو ہے وہ نماز کے وقت کے مطابق بناتا ہے اُس کے سونے کا ٹائم اُس کے اٹھنے کا ٹائم ، ہاں

کوئی مجبوری آگئی تو الگ بات ہے ایکسپشنل کیسز(Exceptional case)ہوتے ہیں استثناءات ہوتے ہیں۔ بیمار پڑ گیا ہے کوئی خاص میٹنگ آگئی ہے، کوئی خاص کام پڑ گیا ہے، کوئی خاص اپوائنٹمنٹ(Appointment)ہے ہاسپٹل میں کسی چیز کا وہ الگ چیزیں ہیں، روز مرہ زندگی میں اس کی جو ٹائمنگ ہے نماز کے مطابق ہے۔

پانچ نمازیں کیوں ہیں؟ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک ہی نماز ہوتی ایک وقت میں!

ذرا غور کریں کہ پانچ نمازیں مختلف اوقات میں آپ کے چوبیس گھنٹے کے اندر ہیں، یہ نہیں فجر کی پڑھ لی نماز کافی ہے بس سارا دن آپ فری ہیں۔ نہیں! ربّ سے جڑے ہوئے ہیں پورا دن چوبیس گھنٹے آپ کو ٹائم سب سے بڑا ملتا ہے وہ عشاء سے لے کر فجر تک کا ٹائم ملتا ہے اُس میں بھی تہجد آپ پڑھیں تو آپ کے لیے سب سے اچھی نماز ہوگی وہ، تب بھی آپ نے اٹھ کر پڑھنی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے وہ آپ کے نوافل میں سب سے پسندیدہ اللہ تعالیٰ کو صلاۃ الیل ہے تاکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ خاص اُجر عطا فرمائے۔

تو ہم چوبیس گھنٹے ربّ سے جڑے ہوئے ہیں نا کتنا انعام اور احسان ہے! صرف نماز کو دیکھ لیں آپ کتنا بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا ہمارے اوپر اور ہم کہاں پر ہیں؟!

اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ جوڑنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ نمازیوں کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہے، ہم کہاں ہیں؟! (سبحان اللہ)۔

((یہ لمحہ فکریہ ہے میرے بھائیو ہم سب کے لیے! اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے))۔

تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جب بھی طہارت کریں کسی قسم کی طہارت بھی ہو اگر تیمم تک بھی کرنا ہے میں اس لیے کر رہا ہوں کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ان کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، اور یقیناً میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ جب میں اس عبادت کا حق ادا کر رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے پسند کرتا ہے (امید ہے باقی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے)۔

قبولیت ہمارے بس میں نہیں ہے کوشش ہم کر سکتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو پسند کوئی عمل آجاتا ہے تو اس کو دو فائدے ہوتے ہیں:

ا-ایک اُجر و ثواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوتا ہے کتنا ہوتا ہے کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ ایک نیکی نہیں ہوتا کم سے کم دس (10) ہے، زیادہ کتنا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

۲-اور دوسرا فائدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرماتا ہے (سبحان اللہ)۔

5-اگلی دلیل میں (پانچویں دلیل میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ إلى آخر الآية

(آل عمران:31)

کیا پیغام ہے ہمارے لیے؟ اتباع رسول کریں گے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ہمیں پسند کرے اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حق ادا کریں آپ، بدعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بدعتی کا ٹھکانہ کیا ہے؟ جہنم ہے "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ"، بدعت وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے مردود ہے "فهو رَدٌّ" جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

عجب بات ہے کہ بدعتی بدعت بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ کی نزدیکی حاصل کر رہا ہوں! اللہ تعالیٰ سے دوری ہے نزدیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہوتا ہے جو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اس کا حق ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پسند بھی کرتا ہے اسے اپنے نزدیک بھی کرتا ہے اور اسے اتباع سنت کی مزید توفیق بھی دیتا ہے اور سنت پر عمل کرنے کی مزید توفیق بھی دیتا ہے۔ کر کے دیکھیں! آج بدعتی بدعت سے توبہ کر کے دیکھے سچے دل سے، چھوڑ دے بدعت جو وہ کرتا ہے۔

ابھی ربیع الاوّل شروع ہو گیا ہے اور جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آہستہ آہستہ پروگرام جو ہیں وہ شروع ہو گئے ہیں ہر طرف، بدعت ہے! (جشن میلاد النبی بدعت ہے) اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے اگر پسند ہوتا یہ عمل تو کم سے کم ایک مرتبہ تو کرتے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ایک مرتبہ تو کرتے زندگی میں۔ کسی صحابی نے کبھی کیا ہے؟ (سبحان اللہ)۔

ہزاروں کی تعداد میں صحابی تھے ایک مرتبہ بھی کسی نے نہیں کیا؟! کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتے تھے؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرے؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا قرب، نزدیکی نہیں چاہتے تھے جنہوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر قربان کی ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے وہ اتنے بڑے عمل کو چھوڑ کر گئے؟! (سبحان اللہ)۔

دو چیزیں ہیں: (۱) یا تو یہ عمل جانتے تھے اور خود جان بوجھ کر چھوڑا ہے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی چاہتے نہیں تھے وہ۔ (۲) یا یہ عمل سنت سے ثابت ہی نہیں ہے اس کا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے سنت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے بدعت ہے اس لیے چھوڑ کر گئے ہیں وہ۔

فیصلہ آپ نے کرنا ہے دونوں میں سے ایک تو لازمی بات ہے نا!

پہلی بات تو ناممکن ہے شرعاً و عقلاً ناممکن ہے کہ جن لوگوں نے ہتھیلی پر رکھ کر اپنی جان قربان کی ہے اس دین کی سَربلندی کے لیے اپنے ربّ کی رضا کے لیے، اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا انہوں نے عملی ثبوت دیا ہے اپنی جان بھی قربان کر دی ہے اس دین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور جب بات آئی ہے جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی منانے کی تو ایک دفعہ بھی اُن کو توفیق نہیں ہوئی کرنے کی؟!

چلیں صحابہ چلے گئے تابعین آ گئے اتباع التابعین آ گئے چاروں امام آ گئے: کہتے ہیں "ہم حنفی ہیں"، دکھائیں امام ابو حنیفہ نے ایک مرتبہ بھی جشن منایا ہے یا اس کی اجازت دی ہے؟ اُن میں کسی امام نے اجازت دی ہے یا یہ کہہ دیا کہ یہ عمل ٹھیک ہے کریں؟ اُن کو بھی توفیق نہیں ہوئی؟!

پہلی تین صدیوں میں جو بہترین صدیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي" سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر اس کے بعد والے زمانے کے، پھر اس کے بعد میں آنے والے زمانے کے ہیں۔

تین بہترین زمانے ہیں:

(۱) صحابہ کا زمانہ۔

(۲) تابعین کا۔

(۳) اور اتباع التابعین کا زمانہ۔

ایک مرتبہ بھی کسی نے جشن نہیں منایا (جشن ولادت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) ایک دفعہ بھی کہیں سے بھی ثابت نہیں ہے کیا یہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے تھے؟ کیا یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتے تھے؟ کیا ان میں کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں دی؟! بہترین زمانے میں اللہ تعالیٰ نے کسی ایک کو بھی توفیق نہیں دی؟!

پھر چوتھی صدی میں لوگ آتے ہیں اور اس بدعت کو ایجاد کرتے ہیں اور لوگ اِن کے پیچھے چل کر کہتے ہیں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں!

توہم اِن کی مانیں جنہوں نے یہ بدعت ایجاد کی ہے اِن کے پیچھے چلیں یا اللہ تعالیٰ سے محبت کا سچا ثبوت دے کر اتباع رسول کریں ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾؟ اتباع رسول کس میں ہے کس عمل میں ہے جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرنے میں ہے یا چھوڑنے میں ہے؟ دیکھیں فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ کے سامنے ہے۔

توحساب دونوں نے دینا ہے اپنے ربّ کو جو جشن کر رہے ہیں اور جو جشن نہیں کر رہے دونوں نے دینا ہے لیکن یقیناً سُرخرو کون ہوگا وہ جو اتباع سنت کر رہا ہے یا وہ جو اتباع سنت کو چھوڑ کر اس کا محض دعویٰ کر کے بدعت کر رہا ہے؟ (سبحان اللہ)۔

واپس آتے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، توہمیں حریص ہونا چاہیے بلکہ حرص کی انتہا ہمیں کرنی چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنی ہے اور جو راستہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھایا ہے اس پر عمل کرنا ہے، ہم اُس سے آگے پیچھے یا زیادہ یا کم کر ہی نہیں سکتے، اُس کے مطابق اُسی

راستے پر ہم چلنے والے ہیں، جب ہمارا یہ شعور پیدا ہوتا ہے تو یقیناً بدعت سے یہ ہمیں بچاتا ہے اور کوتاہی سے بھی ہمیں بچاتا ہے اور غلو سے بھی (کمی سے بھی ہم محفوظ ہو جاتے ہیں زیادتی سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں، بدعت سے بھی ہم محفوظ ہو جاتے ہیں)،اور پھر دیکھیں کہ ہمارا جو سلوک ہے، آداب ہیں، اخلاق اور عبادات پھر کیسی ہوتی ہیں۔

اتباع سنت کا ہم حق ادا کر کے دیکھیں پھر زندگی میں تبدیلیاں دیکھیں آپ (سبحان اللہ)۔

6- چھٹی دلیل اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثبوت میں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾إلى آخر الآية (المائدۃ:54)

شیخ صاحب فرماتے ہیں، ہم ردّت سے اسلام سے خارج ہونے سے خبردار رہتے ہیں اور اس میں سے ترک الصلاۃ بھی ہے (نعوذ باللہ، جو تارک الصلاۃ ہے کیونکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے)، شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہمیں یہ علم ہو جاتا ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خبردار کر رہا ہے کہ جو دین سے خارج ہو جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا ہے اور ایسی قوم لے کر آتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے، تو یقیناً جب ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے تو ہم اپنے ربّ کی طرف جو ہمارے اوپر واجب ہے جو فرض ہے ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حق ادا کرتے ہیں اور اس میں یعنی ہیشگی اختیار کرتے ہیں اور ہر اس چیز سے دوری اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے یا دین اسلام سے خارج کر دے (نعوذ باللہ)۔

7- ساتویں دلیل شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو بیان کی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ثبوت میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾(الصف:4)

جب ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور صف بندی کر کے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے تو یقیناً ہم یہ عمل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مزید توفیق عطا فرماتا ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں، یہ پانچ سب سے بڑے اسباب ہیں اگر ہم اس محبت پر ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور ان پانچ اسباب پر جب ہم عمل کرتے ہیں اس آیت میں جن کا ذکر ہے کہ قتال کرنا ہے اور پیچھے نہیں ہٹنا ہے، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہو، اور ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو کر جیسا کہ دیوار ہو ویسے کھڑے ہونا ہے اور اپنے بیچ میں جو تعلقات ہیں انہیں مضبوط کرنا ہے (ایک تو صف بندی فزیکلی (Physically) بھی اور دل بھی جڑے ہوئے ہوں (دونوں اعتبارات سے) اور صف بندی کر لیں جہاد کے لیے تاکہ دل جو ہیں وہ جڑے رہیں اور اُن سے محبت بھی اس میں مضبوط ہو جائے)۔

جب ایسی صورت ہو صف بندی بنا کر کوئی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے جب دائیں بائیں دیکھتا ہے اپنے بھائیوں کو اپنے کندھے سے کندھا جوڑ کر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے مزید طاقت بھی ملتی ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ویسے ہی جوش وجذبہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد واعانت کے ساتھ سب چیزیں دل میں بیٹھی ہوتی ہیں اور جب اپنی آنکھوں سے بھی دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ والا دائیں بائیں اس کے ساتھ کھڑے ہیں ایک ہی مقصد کے لیے اور ایک جیسی ان کی حالت ہے کہ دل بھی جڑے ہوئے ہیں جسم بھی جڑے ہوئے ہیں اب بتائیں یعنی اس کی حالت کیا ہو گی اور کس طریقے سے جب وہ قدم بڑھائے گا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لیے تو کتنی طاقت اس کے اندر ہو گی؟! جسمانی طاقت بھی روحانی طاقت بھی اور ہر اعتبار سے دیکھیں (سبحان اللہ) کہ کس طریقے سے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پانے کے لیے یہ پیارا عمل کرتے ہیں!

تو اس میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں)، صفت محبت جو اللہ تعالیٰ کے لیے بیان ہوئی ہے اس میں تین مباحث ہم نے بیان کیے ہیں:

1-ایک تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت جو ہے وہ قرآن اور سنت کے نصوص جسے ہم کہتے ہیں دلائل السمعیۃ سے ثابت ہوئیں۔

2-اسباب کا ذکر کیا۔

3-جو مسلکی آثار ہیں ایمان پر (ہمارے ایمان پر) ہماری زندگی پر جو اس کا اثر ہوتا ہے اس کا بیان بھی کیا ہے۔

جو اہل بدعت ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) انہوں نے انکار کیا ہے اس صفت محبت کا اور ان کے پاس سوائے یعنی کمزور حجتوں کے کچھ بھی نہیں ہے، وہ یہ کہتے ہیں سب سے پہلے:

1- کہ عقل اس پر دلالت نہیں کرتی (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت محبت پر عقل دلالت نہیں کرتی اس کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہے)۔

2- اور دوسری بات جو وہ کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جو محبت ہے وہ دو چیزوں کے بیچ میں ہوتی ہے جو متجانس ہوں (ایک جیسی ہوں)، اور ربّ اور بندے کے بیچ میں یہ محبت کبھی ہو نہیں سکتی (مخلوق کے بیچ میں ہو سکتی ہے لیکن خالق مخلوق کے بیچ میں یہ محبت نہیں ہو سکتی)۔

یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق سے محبت نہیں کرتا صفت محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک تجانس (برابر ہونا) لازمی ہے کہ ایک ہی جنس ہو دونوں کی (نعوذ باللہ) تاکہ محبت ہو سکے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں پہلے سوال کا جواب جو ہے وہ یہ ہے تم لوگ یہ کہتے ہو کہ عقلی کوئی دلیل نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کی اور اس کے دو جواب ہیں (اس غلط فہمی شبہے کے ازالے کے لیے دو جواب ہیں):

(۱) پہلا ہے "بالتسليم" کہ چلو ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ عقلی دلیل نہیں ہے۔

(۲) اور دوسرا "بالنفي"، ہم نہیں مانتے کہ عقلی دلیل نہیں ہے، عقلی دلیل موجود ہے جو تمہیں نظر نہیں آتی۔

تو پہلا جو ہے جو پہلا جواب ہے کہ چلو اگر تسلیم بھی کر لیتے ہیں کہ عقلی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن جو قرآن اور سنت کے دلائل ہیں وہ تو موجود ہیں نا اور یہ خود الگ سے دلیل ہے جو قرآن و سنت میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (بے شک اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ پر کتاب (یعنی قرآن مجید) نازل کی ہے ہر چیز کو بیان کرنے کے لیے) (النحل:89)۔

جب یہ قرآن مجید ہر چیز کو بیان کرنے کے لیے نازل ہوا ہے تو یہ الگ سے دلیل ہے اور خاص دلیل کہ انتفاء ہونا کہ اگر خاص دلیل کا نہ ہونا جو ہے اور اس سے لازمی نہیں ہے کہ مدلول بھی مُنتفی ہو اور مدلول بھی موجود نہ ہو کیونکہ مدلول

جس کی طرف دلالت کی جارہی ہے اس کے لیے اور بھی دلائل موجود ہوتے ہیں چاہے محسوس ہوں یا معنوی دلائل ہوں۔

محسوس مثال کے طور پر کہ کوئی ایک شہر ہے اس کی طرف جانے کے بہت سارے راستے ہیں اگر ایک راستہ بند ہو جاتا ہے تو مطلب یہ نہیں کہ شہر کی طرف کوئی جا نہیں سکتا، اور بھی تو راستے موجود ہیں۔

یعنی کسی ایک چیز کی کوئی دلیل نہ ہو تو دوسرے دلائل موجود ہیں تو ایک دلیل کی نفی ہونے سے باقی دلائل تو موجود ہوتے ہیں نا تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ اگر ایک دلیل نہ ہو تو باقی دلائل بھی ختم ہیں (وہ آپ کے نزدیک ایک دلیل نہیں ہے)۔آپ کی بات مان لی کہ چلو عقلی دلیل نہیں ہے (مثال کے طور پر) جو باقی دلائل ہیں ان کی کیسے نفی کر سکتے ہیں آپ؟!

جیسا کہ ایک شہر ہے اس کی طرف دَس راستے جاتے ہیں یا چار راستے جاتے ہیں ایک راستہ بن ہو گیا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ شہر تک ہم پہنچ نہیں سکتے کبھی کیونکہ یہ راستہ بند ہو گیا ہے یا یہ کہیں کہ بھئی اور راستے ہیں اُن راستوں سے آپ پہنچ سکتے ہیں؟! جو کہتا ہے کہ نہیں ایک ہی راستہ ہے صرف مطلب کیا ہے اس کی عقل میں خلل ہے کہ نہیں؟!

تو جو عقلی دلیل دے رہا ہے خود اُن کی عقل میں خلل ہے اگر اُن کی بات مان بھی لی جائے۔

دوسری بات یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں، معنوی دلیل دیکھ لیں کہ ایک ہی حکم کے بعض اوقات ایک ہی مسئلے کے بہت سارے دلائل ہوتے ہیں جیسا کہ نماز کی طہارت کے لیے اب طہارت کے لیے کتنے دلائل ہیں۔اگر کوئی شخص آ کر کہے کہ یہ دلیل ثابت نہیں ہے یہ حدیث ضعیف ہے، وضو کے تعلق سے کوئی دلیل دیکھ لیں مطلب کہ وضو کے اور دلائل نہیں ہیں کوئی؟!

تیمم کی جو ہے ایک دلیل نہیں ہے، کسی کتاب میں آیا ہے (حدیث کی کتاب میں) یا اس کی سند ضعیف ہے مطلب تیمم کسی اور دلیل سے ثابت نہیں ہے کیا؟!

تو ایک دلیل کی نفی ہونے سے باقی جو دلائل موجود ہیں اُن سب کی نفی نہیں ہوتی یہ عقلی دلیل ہے کہ نہیں؟

تو عقل کی دلیل عقل سے ہے اگر اُن کی بات مان بھی لی جائے کہ عقلی کوئی دلیل نہیں ہے تو عقل سے ہی دلیل دی ہے کہ تمہاری عقل جس طریقے سے سوچتی ہے اس کے مطابق بھی دوسرے دلائل موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت جو ہے وہ ثابت ہے۔

دوسری کا جواب کہ آپ کہتے ہیں عقلی دلیل نہیں ہے غلط ہے، کیسے آپ کہتے ہیں کہ عقل دلیل نہیں ہے؟!

ہم اس دعوے کو باطل قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں بلکہ عقل نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور خالق مخلوق کے بیچ میں بھی محبت ہو سکتی ہے جیسے پہلے بھی دلائل میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) گزر چکا ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ محبت صرف دو متجانس چیزوں میں ہوتی ہے تو اس شبہے کے ازالے کے لیے یہی کہنا کافی ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہم قبول نہیں کرتے کیونکہ محبت کو رَد کرنے کا جو منع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ "عدم الثبوت" جو ثابت ہی نہیں ہے تمہارا یہ دعویٰ۔

تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تمہارا یہ دعویٰ جو ہے کہ دونوں متجانس چیزیں ہونی چاہیئں ممنوع ہے اصل میں، بلکہ محبت جو ہے متجانس چیزوں میں بھی ہوتی ہے اور غیر متجانس چیزوں میں بھی ہوتی ہے (محبت جو ہے صرف یہ نہیں کہ انسان انسان سے کرتا ہے کسی چیز سے اور نہیں کر سکتا)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ چھوٹی سی مثال ہے کہ گھڑی آپ استعمال کرتے ہیں پُرانی گھڑی ہے آپ اسے استعمال کرتے ہیں اب گھڑی انسان تو نہیں ہے متجانس تو نہیں ہے انسان کے ساتھ کیا انسان گھڑی سے محبت پیار کرتا ہے؟

مثال دیکھیں کہ دو گھڑیاں ہیں، ایک گھڑی ہے پُرانی گھڑی ہے کبھی خراب نہیں ہوئی ہے کبھی ڈسٹرب (Disturb) نہیں کیا آپ کو، آپ اس کو پسند کرتے ہیں آپ اس کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں، دوسری گھڑی بار بار خراب ہوتی ہے الارم لگاتے ہیں خراب ہو جاتی ہے تو ایک کو آپ پسند کرتے ہیں دوسری کو آپ ناپسند کرتے ہیں کہ نہیں؟

آپ گھڑی کو پسند کر سکتے ہیں جو متجانس بھی نہیں ہے تو پھر آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کر سکتے یا اللہ پسند نہیں کر سکتا اللہ محبت نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کی جا سکتی کیونکہ وہ متجانس نہیں ہے؟! (سبحان اللہ)۔ تو یہ کیسے ممکن ہے؟!

ایک چھوٹی سی مثال ہے یہ ورنہ اس میں دیکھیں کہ انسان متجانس چیز سے محبت بھی کرتا ہے اور اس کے علاوہ بھی انسان جو ہے محبت کرتا ہے اور یہ محبت ممکن ہے۔

اور اسی طریقے سے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جانور بھی دیکھیں وہ محبت بھی کرتا ہے اور اس سے محبت بھی کی جاتی ہے، (اور ایسی پھر کئی مثالیں ہیں)۔

"فنحن - ولله الحمد - نثبت لله المحبة بينه وبين عباده"، یہ آخری جملہ ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا اور صفت محبت میں اتنا کافی ہے، الحمد للہ کافی دلائل اس میں بیان کیے ہیں ایک دفعہ اگر آپ ریوائز (Revise) کر لیں تو ان شاء اللہ مزید آسانی ہو جائے گی جو سمجھنے میں بھی آپ کو مضبوطی حاصل ہو گی اور یاد کرنے میں بھی ان شاء اللہ مضبوطی ہو گی۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (33.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔